مجلس 32

تبلیغی سفر کے واقعات

دعوت کی نیت:

ارشاد فرمایا، فَذَكِّرْ إِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پس نصیحت کیجئے بے شک نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے)

مشائخ نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ صبح دفتر جائیں تو دعوت کی نیت کر کے جائیں۔ ہر وقت جہاں بھی جائیں دعوت دینی چاہئے۔ قیل قال کے ذریعے سے بھی اور عمل سے بھی دعوت دینی چاہئے۔ ہمارا چلنا پھرنا، بولنا، اٹھنا، بیٹھنا ہر چیز دعوت ہے۔ اگر یہ چیز کسی کو نصیب ہو جائے وہ بڑا خوش قسمت ہوگا۔ ہمارا عمل ایسا ہونا چاہئے کہ دیکھ کر ہی دوسرے نیکی کی طرف راغب ہو جائیں۔ زبان سے کہہ کر جتنا مرضی سمجھانے کی کوشش کریں اگر خود با عمل نہیں ہوں گے تو بات اثر نہیں کرے گی۔ خود با عمل ہو کر اپنے آپ کو نمونے کے طور پر پیش کریں گے تو بات میں بھی تاثیر پیدا ہو جائے گی۔

توبہ کا واقعہ:

ایک واقعہ بیان فرمایا، کہ پاکستان کا ہی ایک آدمی تھا مجھے پیغام بھیجا کہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں، ایمان و یقین کو مضبوط کرنا چاہتا ہوں۔ پوچھا کہ آپ کیسے متاثر ہوئے؟ کہنے لگا، آپ نے ایک دفعہ جھنگ سے لاہور کا سفر کیا تھا، میں آپ سے پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا، ریکارڈنگ شروع ہوگئی۔ آپ نے منع فرمایا لیکن اس نے بند نہ کی تو آپ نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ جب وہ ریکارڈنگ چلاتا آپ کانوں میں انگلیاں دے لیتے۔ میں اس بات سے بہت متاثر ہوا۔ اب توبہ کر کے آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ ہدایت دینے پہ آئے تو ایسے بھی دے دیتا ہے۔

نیت کی برکتیں:

ارشاد فرمایا، ہم سنگاپور گئے وہاں ایک میٹنگ کے سلسلے میں کافی لوگ جمع ہوئے تھے۔ ان میں کچھ دوست بھی تھے۔ تقریباً 5 ہزار میں سے 35-30 لوگوں کو چنا گیا جو مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے۔ اور انہیں دعوت دی گئی۔ مجھے بھی چنا گیا۔ ایک صاحب جو ہندو تھا میرے پاس آکر کہنے لگا آپ کو بھی دعوت دی جارہی ہے۔ میں نے ایسی محفل میں جانے سے انکار کر دیا۔ وہ واپس چلا گیا۔ پھر صلاح مشورہ کے بعد واپس آیا اور کہا، اگر اس سلسلے میں آپ کی کچھ شرائط ہیں تو بتادیں۔ میں نے کہا، میں ایسی محفل میں نہیں جاتا۔ اس نے کہا، آپ کے ملک کے بارے میں لوگ کیا کہیں گے کہ ہم ان کی ہر شرط مان کر انہیں میٹنگ میں بلا رہے ہیں اور یہ انکار کر رہے ہیں۔ میرے دل میں بھی بات آگئی کہ اب ملک کا بھی معاملہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا جو کھانا بھی جس کے گھر کا بھی ہوا کہیں گے

کہ پاکیزہ کھانا لا کر دیں۔ میں نے شرط رکھی کہ علیحدہ ہی رہوں گا۔ ایک کمرے کی مجلس میں شراب وکباب اور دوسرے کمرے کی مجلس میں حلال اور پاکیزہ کھانا پیش کیا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا۔ آئندہ کے لئے مسلمان انجینئرز کا راستہ آسان ہوگیا۔ فقیر نے مثال پیش کر دی۔ الحمد للہ اسی حلیئے میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے، یہی پگڑی، یہی جبہ تھا۔ شراب کا گلاس ہاتھ میں لئے ہوئے ایک نوجوان میری طرف آیا اور مجھ سے کہنے لگا، .I want to be like you ہندو جو میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا، اپنے جملے کی وضاحت کر دو۔ کہنے لگا، ان کے چہرے پر نور کی ایک لائیٹ نظر آتی ہے۔ اتنا کہہ کر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد پھر آیا، السلام علیکم کہہ کر اپنا حدود اربعہ بیان کیا۔ باتیں کرنے لگا۔ I eat every thing.I do every thing. میں ہر چیز کھاتا ہوں۔ ہر کام کرتا ہوں۔ پھر کہنے لگا کہ آپ ملائیشیا میں آئیں تو آپ نے میرا مہمان بننا ہے اور اپنے آنے کی اطلاع بذریعہ فون مجھے دے دیجیئے گا۔ دوسرے دن اس ہندو نے میری روانگی کی اطلاع اسے دے دی پھر مجھے بتایا۔ اللہ تعالیٰ جب کام لینے پہ آتے ہیں تو یوں بھی لے لیتے ہیں۔ جب میں ملائیشیا پہنچا تو وہ نوجوان جس کا نام حنیف تھا کہنے لگا، میں ایک گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ پھر مجھ سے میرا ٹکٹ لیا اور جس جگہ میں نے جانا تھا اس جگہ کا اپنا بھی ٹکٹ بنوا کر لے آیا۔ اس دعوت کی نیت کی یہ برکتیں ہیں کہ جہاں گمان بھی نہ ہو وہاں مددگار پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ جزیرہ پنانگ تھا جہاں مجھے جانا تھا۔

سانپوں کی وادی:

الحمد للہ میں نے ایسی وادی بھی دیکھی جس کو سانپوں کی وادی کہتے ہیں کہ

ایک ایک درخت پر پانچ پانچ چھ چھ سانپ لٹکے ہوئے تھے۔ایک جگہ تو میرا ہاتھ سانپ کو لگتے لگتے بچا۔اس جزیرہ میں میوے اور پھلوں کی بہت کثرت ہوتی ہے۔ہم پینانگ جزیرے میں جا کر ٹھہرے۔ایک ساتھی نے بتایا کہ اس پہاڑی کے اوپر مسجد ہے وہاں نماز پڑھ لیں۔ہم اوپر پہنچے تھوڑی دیر میں اذان ہوگئی۔ اذان کے بعد امام صاحب آگئے۔انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے کہا کہ جماعت کروائیں۔مغرب اور اوابین کی نماز پڑھ کر پیچھے دیکھا تو ایک مجمع پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔وہ لوگ مجھے کہنے لگے روحانیت کے متعلق کچھ بتائیں۔میں نے آدھا گھنٹہ بیان کیا۔بعد میں سب کہنے لگے کہ ہمیں بیعت کرلیں۔سب کو بیعت کیا اور ذکر بتایا۔بعد میں وہ ہمیں رخصت کرنے اسٹیشن پر آئے اور ایک کانسٹیبل تو سیٹ پر ہی بیٹھ گیا اور کہنے لگا آپ ادھر ہی ٹھہریں یا پھر میں بھی ساتھ جاؤں گا۔روانگی کے وقت وہ رو رہا تھا۔دیکھیں دین میں کتنی محبت ہے، کتنی مقناطیسیت اور کشش ہے۔نہ جان نہ پہچان اور دین کی نسبت سے اتنی جلدی لوگ گرویدہ ہو جاتے ہیں۔اب کیا کیا تفصیل بیان کروں۔

ے جو کچھ ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

ہمارے مرشد پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے 29 ملکوں میں دین پھیلایا: کچھ فرد ایسے ہوتے ہیں جو مستقل جماعت ہوتے ہیں۔

مجلس 33

خلافت کی ذمہ داری

لاہور

حضرت محمد شریف ایرانی صاحب مدظلہ کو خلافت کی ذمہ داری سونپنے کے موقع پر مختصر بیان ارشاد فرمایا

امانتِ خلافت:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تمام پیروں کو لگاموں کے ساتھ پیش کریں گے اور ان کی لگامیں اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک ان سے اس امانتِ خلافت کے بارے میں پوچھ نہیں لیں گے۔ اس ذمہ داری کو انسان نے ہر طور پر نبھانا ہے۔ نہ دن دیکھے، نہ رات دیکھے اور کام کرتا رہے۔ نمائندہ اور وکیل بن کر اسے امانت الٰہی سمجھ کر کام کرتا ہے۔ نسبت کا حاصل ہونا اور چیز ہے اور خلافت کی ذمہ داری کا حاصل ہونا ایک اور چیز ہے۔

تبلیغ کا کام:

ارشاد فرمایا، سلسلے کی ترویج اور تبلیغ کرنے کا کام ایسے ہی نہیں سونپ دیا جاتا

بلکہ کچھ دیکھ کر ہی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ جو نیکی کے لئے تڑپتا ہے اسے نیکی دے دی جاتی ہے۔ یہ ذمہ داری جب مل جائے تو دل میں یہ ارادہ کرلیں کہ اپنے بدنی آرام کی قربانی کریں گے اور دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھیں گے۔ تب کام ہو سکے گا۔

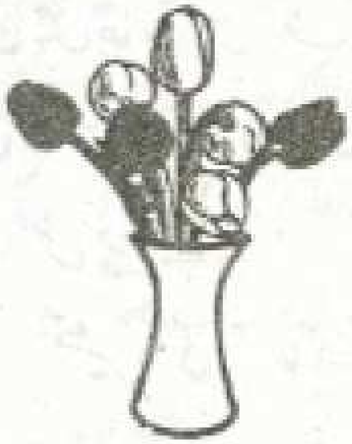

مجلس 34

اللہ کی یاد میں سکون ہے

تصوف

ہر کام عبادت بن سکتا ہے:

ارشاد فرمایا، میں سویڈن میں تھا، وہاں مختلف لیکچرز دینے کا موقع ملا، مختلف ٹیچرز سے بھی ملاقاتیں ہوئیں، انہیں اسلام کی بہت معلومات تھیں لیکن ایمان نہیں تھا۔ ایمان پختہ ہو جائے یہی اصل چیز ہے۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

انسان کا ہر کام عبادت بن سکتا ہے حتیٰ کہ لیٹرین میں جانا بھی اگر سنت طریقہ کے مطابق ہو جائے تو عبادت بن سکتا ہے۔ سنت طریقہ ایسا آب حیات ہے کہ اگر زندگی میں لاگو ہو جائے تو بندے کا عمل ہمیشہ زندہ رہے گا۔ نوجوانوں کے جوش اور بوڑھوں کے ہوش کے سامنے پہاڑ بھی نہیں ٹھہرا کرتے۔ جس طرح آگ اور پانی کے ذریعے بھاپ کی صورت میں بڑے بڑے انجن چلائے جاتے ہیں اسی طرح جوانوں کے جوش اور بوڑھوں کے ہوش کے ذریعے بڑے بڑے

انقلاب برپا کیے جا سکتے ہیں۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو ضمیر ملامت کرتا ہے۔ جب انسان اس کی آواز نہیں سنتا تو وہ بالآخر مر ہی جاتا ہے اور پھر مری ہوئی لاش چلتی پھرتی ہے۔ ضمیر کی عدالت بہت بڑی عدالت ہے۔ ضمیر کو ہمیشہ بیدار رکھنے کی کوشش کریں۔ اگر ضمیر بیدار ہوگا تو پھر تو کسی کافر کی بیٹی کے سر پر بھی چادر دے دے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔ مسلمان کی بیٹی تو پھر مسلمان کی بیٹی ہے اس کی عزت کرو گے تو کتنا اجر پاؤ گے۔

محنت کے ثمرات:

ارشاد فرمایا، جب انسان محنت کرتا ہے تو فرشتوں سے بھی برتر ہو جاتا ہے اور جب محنت نہیں کرتا تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ بادشاہوں کو بھی پنکھے، برف کے ٹھنڈے مشروبات، قسم قسم کے لباس نہیں ملتے تھے لیکن محنت کی وجہ سے آج عام آدمی کو بھی یہ آسائشیں حاصل ہیں۔ یہ سب ایجادات کیوں ہوئیں محنت کی وجہ سے ہوئیں۔ ایک بوتل میں بیل لگا دی جاتی ہے۔ وہ سارے کمرے میں پھیل کر اسے سجا دیتی ہے۔ جاپان میں بڑ کا ڈیڑھ سو سال کا درخت ایک گملے میں اگا ہوا ہے۔ بالکل اسی طرح ہو جاتا ہے جیسے کوئی بڑا بڑ کا درخت زمین میں لگا ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ انسان نے مادے پر محنت کی ہے اور اس طرح کی چیزیں سامنے آ رہی ہیں۔

وجہ زوال:

ارشاد فرمایا، جن کو اونٹ چرانے نہیں آتے تھے قرآن پر عمل کے صدقے سے قوموں کے ہادی و رہنما بن گئے۔ ہم جانتے تو سب کچھ ہیں لیکن ماننے کو

تیار نہیں ہوتے اور عمل کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے ہیں۔

؎ مسجد تو بنادی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

ہمارا دل، ہماری زبان، ہمارا دماغ، ہماری آنکھیں یہ ابھی تک صحیح معنوں میں مسلمان نہیں بنیں۔ آج ہمارے پاس معلومات بہت ہیں لیکن عمل نہیں ہے۔ وجہ زوال یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم اچھی صحبتیں نہیں اٹھاتے۔

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ
حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

کردار کے غازی:

ارشاد فرمایا، ہم میں سے جو زیادہ دھوکہ دینے والا ہو ہم اسے سمارٹ کہتے ہیں۔ ہم باتوں کے دھنی بن گئے مگر کردار کے دھنی نہ بن سکے۔

؎ اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

یہ فقیر ایک کروڑ پتی آدمی کو ملا اس کے دل میں سکون نہیں تھا۔ اس کے پاس اتنی دولت تھی کہ دولت کا حساب کتاب رکھنے کے لئے آدمی رکھنے پڑتے تھے۔ مگر دل بے سکون تھا۔

؎ نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

شب کی آہ وزاری:

ارشاد فرمایا، سلطان صلاح الدین ایوبی کو جب پتہ چلا کہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے کافروں کا بحری بیڑہ آ رہا ہے۔ تو سلطان صلاح الدین ایوبی ساری رات مسجد میں روتے رہے اور مسلمانوں کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہے۔ صبح سویرے مسجد سے باہر ایک بزرگ پر نظر پڑی تو ان سے دعا کے لئے درخواست کی۔ وہ بزرگ کہنے لگے، صلاح الدین! تیرے رات کے آنسوؤں نے دشمن کے بحری بیڑے کو ڈبو دیا ہے۔ واقعی بعد میں پتہ چلا کہ وہ بحری بیڑہ سمندر ہی میں ڈوب گیا تھا۔ کیسے کیسے مسلمان تھے جو گزر گئے۔ آج ہماری نمازوں میں وہ لذت نہیں، سجدے میں خلوص نہیں اور اصلی نہیں۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

کافر ہمیں لقمہ تر سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم کھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے کھوٹ کو دور فرمائے۔ ارشاد فرمایا، يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟ (اے ایمان والو! ایمان لاؤ)

یعنی زبان سے تو ایمان لے آئے ہو دل سے بھی ایمان لاؤ۔ اور یقین پکا کر لو۔ شروع میں ماں باپ بچوں کی تربیت صحیح نہیں کرتے۔ انہیں ایمان و یقین نہیں سکھاتے۔ پھر بعد میں روتے پھرتے ہیں آج بچی اور پکی توبہ کرلیں کیونکہ ایک آدمی آج اگر سچی توبہ کرے گا تو اس دنیا سے ایک برا آدمی کم ہو جائے گا۔

مجلس 35

ہر گزرنے والا لمحہ ہمیں موت سے قریب تر کر رہا ہے

لاہور

دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے:

انسان پتھر نہیں کہ پڑا ہے، درخت نہیں کہ کھڑا رہے، انسان انسان ہے اسے چاہئے کہ یادالٰہی میں لگا رہے۔ مفہوم حدیث ہے تم دنیا میں اس طرح رہو جس طرح پردیسی یا راہ چلتا مسافر۔ جو مسافر گاڑی کے انتظار میں بیٹھا ہو وہ ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ ہم بھی موت کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں یہ نہ ہو کہ ہم تیار نہ ہوں اور موت کی گاڑی آجائے۔ ہم یہاں مستقل رہنے کے لئے نہیں آئے بلکہ تھوڑی دیر رہنے کے لئے آئے ہیں۔

دستور دنیا:

ارشاد فرمایا، دنیا کا دستور یہی ہے کہ جو کیکر بوئے اس پر کیکر ہی بن سکتے ہیں۔ کیکر پر سیب نہیں لگ سکتے بلکہ جو کچھ بوئیں گے وہی کاٹنا پڑے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم پھول بو رہے ہیں یا کانٹے بو رہے ہیں۔ آج ہم آنے والی زندگی کا

بیج بو رہے ہیں پس یا تو جنت کے بیج بو رہے ہیں یا پھر جہنم کے بیج بو رہے ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی میں کتنے جوانوں کے جنازے اٹھائے، بچوں کے جنازے اٹھائے ہمارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے کچھ تو سوچنا چاہئے۔

زندگی انسان کی ہے مانند مرغ بے نوا
شاخ پر کچھ دیر بیٹھا چہچہایا اڑ گیا

زندگی کے مختلف مراحل:

ارشاد فرمایا، آج ہم اپنی زندگی کا تصور کریں، پرائمری سکول میں جاتے تھے، پھر بڑے ہوئے میٹرک کیا، ذرا اور دور بدلا کالج پہنچے، پھر یونیورسٹی کے شب و روز میں گم ہو گئے۔ پھر فارغ ہوئے تو ملازمت کے چکروں میں پھنس گئے اور ملازمت ختم ہوئی تو ریٹائر ہو گئے۔ اتنے ادوار سے گزرے مگر زندگی کی حقیقت کو پھر بھی نہ سمجھ پائے۔ آخرت میں انسان کو اپنی زندگی اتنی مختصر معلوم ہوگی گویا جگنو چمکا اور بجھ گیا۔ آج ہم آخرت کی تیاری کی فکر ہی نہیں کرتے۔ جس طرح واٹر پروف اور لیدر پروف چیزیں ہوتی ہیں ہم نصیحت پروف ہوتے جا رہے ہیں۔ کسی نیک بات کا اثر ہی نہیں لیتے۔

موت اٹل ہے:

ارشاد فرمایا، اگر موت کو دولت سے روکا جا سکتا تو قارون کو موت نہ آتی، اگر موت کو حکومت سے روکا جا سکتا تو فرعون کو موت نہ آتی، سب نے چلے جانا ہے ہر جی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ایک دوست نے واقعہ سنایا کہ ایک ڈاکٹر نے مریض سے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا ٹھیک ہوں۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کیا تو دل بند ہو چکا تھا۔ دیکھا تو اتنی دیر میں روح بھی پرواز کر گئی تھی۔ ایک اور اسی

طرح کا واقعہ ہے، ایک بڑا جرنیل ایک سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس آیا۔ اس نے ہر قسم کے چیک اپ کئے اور تسلی دی کہ آپ ٹھیک ہیں۔ جیسے ہی وہ جرنیل صاحب کلینک سے نکلے موت نے آدبوچا اور ختم ہو گئے۔ یہ سو فیصد فٹ آدمی کا حال ہے۔ ہم میں سے بہت کم ہوں گے جو سو فیصد فٹ ہوں گے۔

زندگی کیا ہے؟

زندگی کیا ہے تھرکتا ہوا ننھا سا دیا
ایک ہی جھونکا جسے آ کے بجھا دیتا ہے
یا سرِ مژگاں غم کا لرزتا ہوا آنسو
پلک جھپکنا جسے مٹی میں ملا دیتا ہے

اس موت کی تیاری کرنے کا آج وقت ہے۔ کوئی بھی عقلمند لمبی امیدیں نہیں باندھا کرتا۔ عقلمند انسان پل پر گھر نہیں بناتا۔ یہ دنیا ایک پل کی مانند ہے۔ دنیا میلے کی طرح ہے کیا کوئی میلے میں ائیر کنڈیشنر لگاتا ہے؟ اگر یہ بات سمجھ میں آتی ہے تو یہ بات بھی سمجھ میں آجانی چاہئے کہ زندگی عبادت کے لئے ہے اور زندگی کو بھی عبادت کر کے ہی سونا بنانا ہے۔ ہمارا ایک ایک لمحہ موتی ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔

؎ عمر کی سعی مسلسل کارگر ہوتی گئی
زندگی لمحہ بہ لمحہ مختصر ہوتی گئی

موت سے غفلت:

ارشاد فرمایا، پہلے صحیفوں میں ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جسے پتہ ہے کہ مجھے موت آنی ہے اور وہ پھر بھی ہنستا ہے اور آج کل تو جنازے کے پیچھے آنے

والے ہنسی مذاق کر رہے ہوتے ہیں۔ تعزیت کے لئے آنے والے سیاست پر تبصرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ غفلت ہے اگر غفلت ختم ہو جائے تو اگلے مناظر نظر آنے لگ جائیں۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ مجھے بغیر دیکھے اتنا یقین ہے کہ دیکھ کر بھی میرے یقین میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوگا۔

زندگی اور موت:

مفہوم حدیث ہے کہ جب فرشتہ کسی کی روح قبض کر لیتا ہے تو دروازہ پر پہنچ کر کہتا ہے کہ مجھے تو پھر واپس آنا ہے جب تک ایک بھی متنفس گھر میں باقی ہے۔ جس طرح مکان بنتے ہیں گرنے کے لئے اسی طرح ہم جیتے ہیں مرنے کے لئے۔ ہم اس دنیا میں اچھی موت مرنے کے لئے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اپنے وقت پر اچھی موت عطا فرما دے۔ جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود ہے اور یہ اہل اللہ کی صحبت سے ہی میسر آتی ہے۔ جسے اہل اللہ کی محبت مل گئی وہ خوش نصیب ہے۔

مجلس 36

قرآن کی نسبت

یونس مسجد راولپنڈی

قرآن مجید دستور حیات ہے:

ارشاد فرمایا، قرآن پاک حقیقتوں کا مجموعہ ہے، صداقتوں کا خزانہ ہے، انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، دستور حیات ہے بلکہ انسانیت کے لئے آب حیات ہے کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اللہ کی عظمتیں اس وقت کھلتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کی کبریائی انسان پر واضح ہوتی ہے۔ قرآن سے مستفید ہونے کے لئے دل کی ضرورت ہے، یہ ان کے لئے نہیں ہے جس کے سینوں میں سل ہے۔ جو طالب صادق بن کر نصیحت حاصل کرتا ہے اس پر قرآن کے معارف کھلتے ہیں۔ قرآن جہاں پڑھا جاتا ہے، جہاں بیان ہوتا ہے وہاں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ اس کتاب کو سمجھیں اپنی زندگی پر لاگو کریں۔ جو اس سے ٹکراتا ہے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ قرآن سے ٹکر لینا ایسے ہی ہے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ سے ٹکر لینے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے۔

قرآن کے معجزات:

ارشاد فرمایا، امریکہ میں قاری عبدالباسط رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ تھے۔ایک مرتبہ قاری صاحب فرمانے لگے کہ قرآن کے بہت سارے معجزات میرے ساتھ گزرے ہیں۔جو لوگ جانتے نہیں، مانتے نہیں ہیں ان پر بھی قرآن اثر کر دیتا ہے۔جو ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ طالب صادق ہو کر بیٹھیں کوئی نہ چاہے اور اس پر ہدایت منڈھ دی جائے یہ نہیں ہو سکتا۔ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ طالب صادق ہو کر قرآن پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ اسے اوپر نہ اٹھاوے۔کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چڑیوں سے باز مروا دیئے۔یہ قرآن اس لئے تو نہیں اترا تھا کہ خوشبو لگا کر اور ریشمی غلاف چڑھا کر اوپر رکھ دیا جائے یہ تو زندگیوں میں لاگو کرنے کے لئے آیا تھا۔

اسلام کی برکت:

ارشاد فرمایا، سوچیں کہ ہم سائنس کی کتنی پیچیدہ باتیں گہرائی میں جا کر سمجھتے ہیں اور قرآن کو سمجھنے کے لئے ذرا کوشش نہیں کرتے اور یونہی کہتے رہتے ہیں کہ مشکل ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔گبن کہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب دنیا کی ذلیل ترین قوم تھی۔ دوسری جگہ پر یہی گبن کہتا تھا کہ عمرؓ اگر دس سال اور زندہ رہ جاتے تو دنیا میں اسلام کے پھریرے لہرا جاتے گویا یہ اسلام کی برکت تھی۔صحابہؓ کی زندگیوں میں قرآن تھا۔حضرت عمرؓ گھر میں رات کو کام کر رہے تھے، حضرت علیؓ تشریف لائے۔حضرت عمرؓ نے پوچھا، علی! ذاتی کام کے لئے آئے ہو یا خلافت کا کام

ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا، ایک ذاتی کام کے لئے آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے چراغ بجھا دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، مہمان کے آنے پر چراغ جلایا کرتے ہیں یا بجھایا کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے علیؓ! مجھے اور آپؓ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ گفتگو تو ذاتی کرتے رہیں اور تیل بیت المال کا جلتا رہے۔

قرآن کی نسبت مضبوط کرنا:

ارشاد فرمایا، کیا وجہ تھی کہ صحابہؓ عزت والے تھے کیونکہ قرآن ان کی زندگیوں میں لاگو تھا۔ جس طرح قرآن عزت والا ہے اسی طرح اس پر عمل کرنے والا بھی عزت والا ہو جایا کرتا ہے۔ ہمارے شیخ پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تو قرآن پڑھے پھر عمل کرے پھر بھی غلام رہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اللہ والے قرآن کی ایک ایک آیت پڑھتے تھے اور لذت پاتے تھے۔ جس طرح ہم چائے مزے لے لے کر پیتے ہیں وہ اس طرح قرآن مزے لے لے کر پڑھتے تھے۔ قرآن سمجھنے کے لئے آیا ہے خالی غلاف چڑھا کر الماریوں میں سجانے کے لئے نہیں اترا۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب۔ کشاف

جو قرآن سے نسبت مضبوط کر لیتا ہے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سنت کی ضرور لاج رکھتے ہیں۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

وہ غمزدوں کی طرح راتیں بسر کرنے والے کدھر گئے۔ وہ تو عاشق الٰہی تھے اسی کے پاس چلے گئے۔

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے اپنا صلہ لے بھی گئے
آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

اللہ اللہ کا خیال کرنا:

ارشاد فرمایا، عشق الٰہی کے لئے معمولات ضروری ہیں۔ معمولات کرنے سے اس طرح تبدیلی یقینی ہے جس طرح انجینئر ہونے کے ناطے مجھے یہ یقین ہے کہ 2x2=4 ہی ہوتے ہیں۔ اوٹ پٹانگ خیالات سوچنے کی بجائے اللہ اللہ سوچتے رہیں یہی خیال کرتے رہیں۔ سوچ میں، دھیان میں، تخیل میں، خیال میں اللہ اللہ کا خیال کرنا ہے۔ حدیث پاک ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ انسان جب یہ گمان لے کر بیٹھتا ہے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔ تو وہ واقعی اللہ اللہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یاد کا مقام انسان کا دل ہے۔ کسی ماں نے یا باپ نے کبھی بیٹے کو خط میں یہ نہیں لکھا کہ میری زبان تجھے یاد کر رہی ہے بلکہ لکھتے ہیں کہ میرا دل تجھے یاد کر رہا ہے۔ ہر وقت ذکر الٰہی کے ذریعے دل کی، رجڑی رہنی

چاہیے۔ دل اللہ اللہ کیسے کرے گا۔ مثلاً انڈہ مرغی کے حرارت پہنچانے سے نکلتا ہے اس طرح انسان خیال و ذکر کے ذریعے دل کے انڈے کو حرارت پہنچاتا ہے۔

شیخ سے رابطہ:

ارشاد فرمایا، وقوف قلبی یا ذکر قلبی یہ ہے کہ لیٹے، بیٹھے، ہر وقت اللہ اللہ کا خیال رکھنا ہے۔

؎ وہ جن کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

مراقبے میں دل کا تار جوڑ کر بیٹھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ شوق اور لذت بڑھتی ہے۔ جو آنکھیں بند کر کے انسان دیکھ سکتا ہے وہ ظاہر میں نہیں دیکھ سکتا۔ جس طرح کسی سپیشلسٹ ڈاکٹر سے دوائی لیں تو کچھ دنوں کے بعد دوبارہ جاتے ہیں وہ دوائی میں تبدیلی یا مزید ضروری ہدایات دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح شیخ سے رابطہ رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ حالات کی مناسبت سے ہدایات دیتے رہیں۔ قدرتی بات ہے اور دیکھا بھی گیا ہے کہ جس کا رابطہ شیخ سے مضبوط ہوتا ہے اسے دوسرے نیک اعمال کرنے بھی آسان ہو جاتے ہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

مجلس 37

بچپن کی تربیت کے آئندہ زندگی پر اثرات

والدین کی تربیت:

ارشاد فرمایا، ماں باپ جو تربیت کرتے ہیں بچے وہی نقل کرتے ہیں۔

Children always copy their parents.

مرد بنا فرد بنا، عورت بنی خاندان بنا۔ ماں درحقیقت بچوں کے لئے ایک مربیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ تربیت ماں نے ہی کرنی ہوتی ہے۔ کسی کی کیا ہی اچھی بات ہے۔ تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی قوم دے دوں گا۔ انقلابات گلیوں میں نہیں ماں کی گود میں پرورش پایا کرتے ہیں۔ ماں تربیت کرتی ہے تو اس تربیت کے زیر اثر بچے بڑے ہو کر انقلاب لاتے ہیں۔ یہی انقلاب کا فطری طریقہ ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مردوں کے لئے تو ولایت ہے لیکن عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ عورتوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ولایت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

نور کے تاج:

آج کتنی مائیں ہیں جو تربیت کے ساتھ ساتھ ہی بچوں کو شہید ہونے کی

نصیحت کر رہی ہوں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جہاد کے لئے تیاری کرو ۔ ایک عورت کے خاوند شہید ہو چکے ہوتے ہیں وہ اپنے چھوٹے سے بیٹے کو جہاد کے لئے تیار کرنا شروع کر دیتی ہے ۔ جس گھر میں مرد نصیحت نہیں کرتے پھر گھر میں تربیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے روتے پھرتے ہیں ۔ اگر ہر روز مرد ایک بھی اچھی بات بتا دے یا کوئی بات پڑھ کر سنا دے تو ایک سال میں کتنی ہی اچھی باتیں کانوں میں پڑ جائیں گی ۔ اولاد کا ہونا بھی خوشی ہے لیکن اولاد کا نیک ہونا اس سے بڑی خوشی ہے ۔ جو بچہ یا بچی قرآن حفظ کر لے تو اس کے والدین کو نور کے تاج پہنائے جائیں گے ۔ بچے بڑے ہو کر خود سر ہو جاتے ہیں آج وقت ہے کہ اولاد کی تربیت کر لیجئے ایسی اولاد قیامت میں صدقہ جاریہ ہو گی ۔

گناہوں کا جائزہ لیتے رہیں:

ارشاد فرمایا، بعض لوگ چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کی وجہ سے یہ دعا کرنے لگ جاتے ہیں کہ اس سے تو بہتر ہے کہ مر ہی جائیں حالانکہ دنیا کی ہر مصیبت آخرت کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہے ۔

ے　اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آج وقت ہے کہ توبہ کر لیں، اللہ سے تعلق جوڑ لیں، پھر مشکل مشکل نہیں لگے گی، مصیبتوں پر صبر کرنا آسان ہو جائے گا ۔ ہر انسان کو خود اپنے گناہوں پر غور کرنا چاہئے اور معافی مانگنی چاہئے ۔

ے　تم ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ہمیں خود اپنے گناہوں کا جائزہ لینا چاہئے تا کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ

ملے۔

بزرگ کی توجہ کے اثرات:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگوں کو بادشاہ وقت نے بیگار میں پکڑ لیا اور بیگار میں کام لینا شروع کر دیا۔ کسی دن حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ توجہ دیتے تو دیوار گر جاتی پھر تعمیر ہوتی، پھر گر جاتی آخر کار تنگ آ کر بادشاہ نے مزدوری دینی شروع کر دی تو دیوار کی تعمیر آگے بڑھنے لگی۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھم جنگل میں تھے اور سردی سے ٹھٹھر رہے تھے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو تھوڑی دیر بعد گرمی محسوس کی۔ جب انسان اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس کے ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ امیر ہوتے ہوئی بھی ولی کامل ہوتے ہیں ان میں عاجزی انکساری ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان میں آثار ولایت ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر دنیا کی دوستی:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ ہیں حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا تھا۔ ان کے گھوڑوں کے کھونٹے چاندی کے بنے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ آئے اور حضرت کے مال و اسباب کو دیکھ کر شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے کہ ’’جو دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ ولی نہیں ہو سکتا‘‘ اور واپس چلے گئے۔ رات کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حشر کا میدان برپا ہے، لوگ مولانا جامی سے اپنے حقوق کے بدلے مطالبات کر رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ بہت

سے لوگوں کے ساتھ آ جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کیا ہوا ہے؟ مولانا کی حالت بتائی جاتی ہے۔ حضرت اپنی نیکیوں اور مال واسباب میں سے لوگوں کو دے کر مولانا کی جان چھڑاتے ہیں۔ دن کے وقت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ آئے اور حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا، اس شعر کو پھر پڑھو اور حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے شعر کو یوں مکمل کر دیا۔

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

''جو دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ ولی نہیں ہو سکتا ہاں اگر دنیا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو''

بے نمازی نحوست:

ارشاد فرمایا، بے نمازی کی نحوست چالیس گھروں تک جاتی ہے۔ چالیس گھر آگے کو، چالیس گھر پیچھے کو، چالیس گھر دائیں طرف کو، چالیس گھر بائیں طرف کو۔ اسی طرح نمازی کی برکت بھی چالیس چالیس گھروں تک جاتی ہے۔ اس دور میں چونکہ بے نمازی زیادہ ہیں اس لئے نحوست اور بے برکتی بھی زیادہ ہے۔ جس طرح نیکی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح بدی کے اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ نیک اور متقی آدمی کی نیکی کا اثر صرف اسی پر ہی نہیں ہوتا بلکہ اردگرد رہنے والے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے جہاں پھول مہک رہا ہو تو ماحول خود بخود ہی مہکنے لگتا ہے اور خوشبو سے بھر جاتا ہے۔

دین کی خدمت اور قربانی کا جذبہ:

ایک آدمی نے حضرت والا سے عرض کیا کہ تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں اور ایک

سال تبلیغ میں گزاروں گا۔ بیرون ملک جاتا ہے اور حج کا بھی چانس مل جائے گا، آپ کچھ نصیحت کر دیجئے۔ ارشاد فرمایا، چند باتیں اچھی طرح سمجھ لو، اچھا ہے کہ چھوٹی عمر میں دین کا کام کرنے کا موقع مل گیا۔ دین کی خدمت بھی ہو گی اور حج بھی ہو جائے گا اور دین کی خاطر قربانی کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ اجتماع کی نسبت سے ارشاد فرمایا، فرد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے معاملات اور ہوتے ہیں اور جماعت کے ساتھ معاملات اور ہوتے ہیں۔

مراقبہ دل کا گرد و غبار صاف کرنے کا ذریعہ:

ارشاد فرمایا، ہر روز مراقبہ ہوتا رہے تو ایسے ہی ہے جیسے گرد پڑی اور اسی وقت صاف کر دی۔ اگر سال بعد گرد و غبار صاف کرنا چاہیں تو آسانی سے نہ ہوگی۔ یہی حال ہر روز کے مراقبے کا ہے اسی طرح آج کی تہجد انتہائی ضروری اور آج کی دعا انتہائی ضروری ہے۔ ارشاد فرمایا، بزرگوں کی مساجد میں بڑی برکات ہوتی ہیں تہجد کے وقت دو نفل زیادہ پڑھ کر باطنی اور ظاہری برائیوں کے خاتمہ کے لئے دعا کریں۔

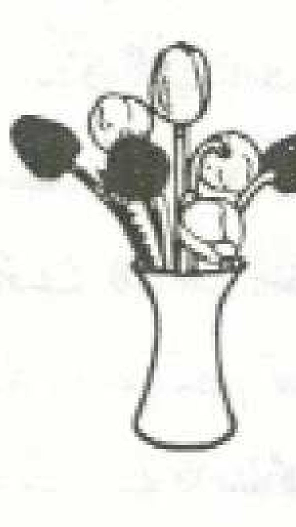

مجلس 38

ظاہر و باطن کا شرک

زینب مسجد لاہور

کائنات کی ہر چیز قدرت کا شاہکار ہے:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے۔ اگر اس کی ایک ایک چیز پر غور کیا جائے تو یہ اپنے بنانے والے کا منہ بولتا ثبوت بن جاتی ہے۔ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کی گواہی دیتی ہیں مثلاً سردی، گرمی کا نظام وغیرہ مثلاً ایک کسان زمین میں ہل چلاتا ہے، پھر بیج ڈالتا ہے، اور اس بیج پر مٹی ڈال دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اس سے سو دانے بنا دے یا ستر بنا دے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ دانہ جس میں حرکت کی طاقت نہ تھی زمین میں جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ کیسے درخت بن جاتا ہے اور حرکت کرتے ہوئے 50 فٹ بلند درخت بن جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا، روٹی کتنے مراحل سے گزر کر ہمارے ہاتھ میں پہنچتی ہے۔ ہمیں کھانے کے وقت یاد ہی نہیں رہتا کہ اس کے بنانے والے کا اس پر نام بھی لینا ہے یا نہیں۔ ایسے ہم ناشکرے ہیں۔

اللہ کی ذات کتنی غفور و رحیم ہے:

ارشاد فرمایا، ہم سب کے سب ایک امتحان میں ہیں۔ ہمارے سونے، جاگنے، چلنے، پھرنے پر کسی کی نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر نگہبان مقرر ہیں۔ حتیٰ کہ آنکھ کی حرکت کو بھی اور سینوں کے اندر چھپے ہوئے رازوں کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

انسان کے دل میں جیسے بھی وسوسے ارادے ہوں اگر ان کا ارتکاب نہ ہو لکھے نہیں جاتے لیکن نیک ارادہ کرنے پر نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ انسان گناہ کا ارادہ کرے اس کے لئے کوشش بھی کرے لیکن جب تک وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرلے گناہ نہیں لکھا جاتا۔ سوچیں کہ اللہ رب العزت کی ذات کتنی غفور و رحیم ہے۔

رحمٰن کا راستہ اور شیطان کا راستہ:

ارشاد فرمایا، ایک اللہ تعالیٰ کے دشمن کا راستہ ہے اور ایک انبیاء کا راستہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ان دونوں راستوں کی نشاندہی فرما دی ہے۔ مفہوم حدیث ہے ''اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے تیار ہو جا میں تیرے تفکرات کے لئے کافی ہوں ورنہ تو تفکرات اور غموں میں پھنسا رہے گا۔

ارشاد فرمایا، گھر بھی ہے، عہدہ بھی ہے، اپنے اچھے حالات بھی سناتا پھرتا ہے۔ اے کاش! تجھے اس گھر یعنی مسجد میں خلوص کے ساتھ جھکنا بھی آجاتا۔

اپنے باطن کو دھونا، صاف کرنا، یہ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔ آج کا انسان اپنے گھر کی ہر سال مرمت کرواتا ہے اسی طرح اپنے ایمان کی بھی تجدید کرتے رہا کرو۔ مفہوم حدیث ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کلمہ لا الہ سے کرتے

رہا کرو۔

شرک خفی اور شرک جلی:

ارشاد فرمایا، ایک شرک خفی ہوتا ہے ایک شرک جلی ہوتا ہے۔ شرک خفی یہ ہے کہ تو درختوں، پتھروں وغیرہ کو سجدہ کرے لیکن ایک شرک چھپا ہوا ہوتا ہے کہ انسان کے اندر تمنائیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ ریاء کے زمرہ میں آتی ہیں۔ وہ ان تمناؤں اور خواہشوں پر عمل کرتا ہے اور زر پرست، زن پرست، اور خواہش پرست بن جاتا ہے۔ یہ شرک خفی ہے، جب تک یہ دور نہ ہو تو عبادت کا مزہ نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا عجیب لکھا ہے کہ" جب تو شرک خفی و جلی سے بچے گا تب حقیقی ایمان کا مزہ ملے گا" ظاہر کے شرک سے بچنا آسان ہے لیکن باطن کے شرک سے بچنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس باطن کے شرک سے بچنے کے لئے اللہ کے نام کی ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چاہتیں نکل جاتی ہیں تو تب عبادت کا مزہ آتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے" جو انسان اپنی مرادوں کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مراد بن جاتا ہے" اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔

؎ ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوب
تب کہیں جا کے تیرے دل میں جگہ پائی ہے

خواہشات کو چھوڑ دینے میں مزہ ہے:

ارشاد فرمایا، خواہش کے چھوڑنے پر وہ مزہ آتا ہے کہ گلے پر تلوار بھی چل جائے تو پتہ نہیں چلتا۔ حضور ﷺ نے ایک صحابیؓ کو کہیں پہرہ پر مقرر فرمایا۔

انہوں نے رات کے وقت نماز میں سورۃ کہف کی تلاوت شروع کی ۔ ادھر سے دشمن نے حملہ کر کے صحابی کو زخمی کر دیا جس سے بدن سے خون بہہ نکلا ۔ سورۃ کہف پڑھنے میں انہیں اتنا مزہ آ رہا تھا کہ ان کے دل نے سلام پھیرنا گوارا نہ کیا ۔ سوچ رہے تھے کہ سورۃ کہف ختم کر کے سلام پھیروں گا ۔ پھر یہ بھی خیال ذہن میں آیا کہ کہیں اس طرح نبی ﷺ کے فرمان میں کمی نہ ہو جائے ۔ یہ سوچ دل میں آ گئی ورنہ سورۃ کہف پڑھے بغیر کبھی نماز نہ چھوڑتا ۔ یہ نماز پڑھنے کا لطف تبھی آتا ہے جب شرک خفی و جلی چھوڑ دے ۔ ہم دین کے اعمال کرتے ہیں لیکن مزہ نہیں آتا ۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے شرک خفی و جلی کے بتوں پر ضرب کلیمی لگاتے ہیں تب جا کے اعمال کا مزہ آئے گا

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

مفہوم حدیث ہے " جو اپنی نگاہ کو غیر محرم سے محفوظ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عبادت کی لذت نصیب کر دیتے ہیں " ۔

مجلس 39

دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے

زینب مسجد لاہور

میانہ روی اور صبر و تحمل اختیار کرنا:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے ''غربت میں اور ثروت میں میانہ روی اختیار کریں'' اسی دوران پھر صبر پر بات ہونے لگی۔ تو ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر یہ بات بڑے موٹے الفاظ سے لکھی۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا۔ اس سے لوح محفوظ شروع ہوتی ہے۔ پھر لکھا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِی (محمد ﷺ میرے رسول ہیں) آگے کی عبارت کا مفہوم ہے ''جو بھی میری قضا کے فیصلوں کو قبول نہیں کرتا اور میرا شکر نہیں کرتا اور بلاؤں پر صبر نہیں کرتا تو اسے چاہئے کہ کسی اور کو معبود بنالے اور جس نے میری قضا کو قبول کیا اور میری بلاؤں پر صبر کیا اور نعمتوں پر شکر کیا تو اسے صدیقین میں لکھ دیتا ہوں اور ان کا حشر بھی صدیقین کے ساتھ کروں گا''۔

مشائخ کی دعائیں:

ارشاد فرمایا، یہ فقیر ابتدا میں سوچتا تھا کہ یہ اللہ والے جو لمبی لمبی دعائیں

مانگتے ہیں تو یہ کیسے اتنی دیر مانگتے رہتے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ میری نظر اس وقت صرف مادی چیزوں پر تھی۔ مشائخ کی صحبت کے بعد پتہ چلا کہ وہ گناہوں کی معافی، اللہ کی رضا اور اتباع سنت کی توفیق مانگتے تھے۔ یہ کوئی خیالی اور فضول باتیں نہیں ہیں جب بھی دعا مانگیں تو یہ دعائیں ضرور مانگیں پھر دیکھیں کہ ان کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔

رشتہ داروں سے صلہ رحمی:

مفہوم حدیث ہے ''قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتے رہنا'' یہ بڑی مشکل بات ہے۔ بہو ساس سے، بیٹا باپ سے مدتوں آپس میں نہیں بولتے۔ عجب بات ہے۔ انسان کے پاس ذرا سا زیادہ پیسہ آ جائے تو بہن، بھائیوں کو بھول جاتا ہے اور بھائیوں کو ایسے بول بولتا ہے کہ جا دوزخ میں جا، مجھے تمہاری کوئی فکر نہیں ہے۔ یہ زبان نہیں پیسہ کا نشہ بول رہا ہوتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے تو اس سے جوڑ جو تجھ سے توڑے اور جو تیرے اوپر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے'' ارشاد فرمایا ،شب قدر یا شعبان کی پندرھویں رات کو جو آنے والی ہے اس میں سب کو معاف کر دیا جاتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو نشہ کرتے ہیں یا قطع رحمی کرتے ہیں۔

دوسروں کا عذر جلدی قبول کرنا:

مفہوم حدیث ہے ''جو دوسروں کے عذر کو جلدی قبول کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی اس کے عذر کو جلدی قبول فرمالیں گے''۔ اگر کسی نے غلطی کی معافی مانگ لی اور شرمندہ ہوا بس یہی مقصود تھا۔ اسے معاف کر دینا چاہیے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، حضرت حسینؓ کی ایک باندی تھی، مہمان آئے ہوئے تھے۔ وہ باندی مہمانوں کو شوربا پیش کرنے کے لئے لائی تو وہ گرم

شوربا حضرت امام صاحبؒ پر گر گیا۔ حضرت امام صاحبؒ نے ذرا جلال کی نظر سے دیکھا تو باندی نے کہا، وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یہ سن کر آپ نے غصہ پی لیا۔ اس نے پھر کہا، وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔ اسی وقت آپ نے اس باندی کی غلطی کو معاف فرما دیا۔ باندی نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ فرمایا جا تجھے آزاد کر دیا ہے۔

ہر نظر عبرت کی نظر ہونی چاہیے:

ارشاد فرمایا، تیری نظر عبرت کی نظر ہو، عبرت کی نظر سے دیکھیں گے تو سبق حاصل ہوگا۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

کچھ ہم بھی دیکھ لیں، ہماری نظر عبرت کی نظر نہیں ہوتی بلکہ عیش کی نظر ہوتی ہے۔ بلکہ ہم تو اس پر عمل کرتے ہیں۔

یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ

اس سے نفس کی خواہشات اور بھڑک اٹھتی ہیں اس سے نفس کی کبھی سیری نہیں ہوتی۔

مجلس 40

معمولات اور رابطہ

زینب مسجد لاہور

بیعت کا بنیادی مقصد دل کی اصلاح:

انسان کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ وہ مصروف رہے۔ فقیر خود بھی عدیم الفرصت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہے کہ دین کی خدمت میں لگایا ہوا ہے۔ انبیائے کرام بھی دنیا میں کام کے لئے آتے ہیں۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دن رات دعوت دی تھی۔ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّ نَھَارًا۔ ہمارا کام بھی لوگوں کو نیکی کی دعوت دینا ہے، ان کی اصلاح کرنی ہے۔ رضائے الٰہی، اتباع سنت اور اپنی اصلاح یہ تین بیعت کے مقاصد ہیں۔ جیسی نیت ہوتی ہے ویسی ہی مراد ملتی ہے۔ ہمارے لئے نیک بننا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے نیک بنا دینا آسان ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے نیک بنا دینے کی عاجزی وانکساری سے دعا کرنی چاہئے۔ بیعت ایک سنت عمل ہے اس سے فرائض پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس بیعت کے بہت سے فوائد ہیں۔

تصوف وسلوک کا مقصد:

تصوف وسلوک کا مقصد زندگی کا بدلنا ہے زندگی کا سب سے لمبا سفر بھی ایک قدم اٹھانے سے ہی طے ہوتا ہے۔ اس بیعت کو رسمی اور رواجی چیز نے سمجھیں۔ ہم اپنی طرف سے یہ کام نہیں کرتے بلکہ ہمارے بڑوں نے ہم پر ایک بوجھ رکھا ہے۔ ہم اپنے پاس سے بیعت نہیں کرتے۔ اس بیعت کی بڑی برکات ہیں۔ متوجہ ہو کر بیٹھیں اور تمام گناہوں سے توبہ کی نیت کر لیں۔ ایک آدمی جوئے میں 80 لاکھ ہار دیتا تھا لیکن بیعت کے بعد ایسا بدلہ کہ اب ہر سال حج کرتا ہے۔ حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پیر کوئی چیز نہیں بنتا بلکہ کام کرتا ہے اور ڈرتا ہے۔

معمولات کا نسخہ:

اللہ تعالیٰ کی یاد کا مقام انسان کا دل ہے۔ اگر انسان دل سے سچی پکی توبہ کرے اور دل سے، پوری نیک نیتی اور سچائی سے معمولات کی پابندی کرے تو ایسے زبردست اثرات ہوں گے کہ انسان حیران رہ جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی معمولات کرے اور دل پر اثر نہ ہو مثلاً کوئی چینی کھائے اور کہے کہ میٹھی نہیں ہے۔ لیکن ان معمولات کے ساتھ بد پرہیزی نہ کرے۔ اگر سپیشلسٹ ڈاکٹر کہے کہ چینی نہ کھاؤ، مریض چینی کھاتا جاتا ہے، نمک کھاتا جاتا ہے تو پھر شوگر اور بلڈ پریشر کیسے دور ہوں گے۔ اس طرح اگر معمولات کے ساتھ بد پرہیزی ہو تو معمولات کا اثر کم ہو جاتا ہے۔

شب بھر کا مراقبہ:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ تھے حضرت حسین علی رحمۃ اللہ

علیہ واں پھر اس والے وہ مراقبہ سب لوگوں کے ساتھ شروع کرتے۔ مراقبہ میں غرق رہتے یہاں تک کہ سارے لوگ آہستہ آہستہ اٹھ کر چلے جاتے۔ ابھی مراقبہ کی اختتامی دعا نہ ہوتی تھی کہ تہجد کا وقت ہو جاتا اور حضرت تہجد کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ایسا شوق اور ولولہ ہوتا تھا اللہ سے لولگانے کا کہ کیا کہنے۔ اگر اللہ سے لو لگی ہوئی ہو تو گردن تھکتی ہی نہیں ہے۔ اگر لگی ہوئی نہیں ہے تو گردن پھر تھک جاتی ہے۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

اصل میں ہم چپ کے مزے سے واقف نہیں ہیں۔ دیکھنے کے مزے سے واقف ہیں لیکن آنکھیں بند کرنے کے مزے سے ابھی واقف نہیں ہیں۔

رابطہ کیوں ضروری ہے؟

ارشاد فرمایا، شیخ کے ساتھ رابطے کی مثال ایسے ہے کہ جیسے لوہے کا ٹکڑا اگر لکڑی کے ساتھ لگا دیا جائے تو وہ بھی تیرنے لگتا ہے۔ ایسے ہی امید ہے کہ مرید شیخ سے رابطہ مضبوط رکھے تو پار ہو جائے گا۔ ایک اور دلچسپ مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا جیسے چیونٹی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حرم تک تو جاؤں۔ وہ کبوتر کے پاؤں سے چمٹ گئی اور حرم شریف میں پہنچ گئی ایسے ہی مرید اگر شیخ کے ساتھ رابطہ مضبوط رکھے تو واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ شیخ کا مقبول اللہ تعالیٰ کا مقبول، رسول اللہ کا مقبول اور عباد اللہ کا مقبول بن جاتا ہے۔

مجلس 41

انسان نہ مختار کل ہے نہ مجبور محض

لاہور ایڈیشنل سیکرٹری

قرآن اور بچے کی پیدائش:

ارشاد فرمایا، واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر بچے کی پیدائش اور قرآن کی آیات پر تحقیق کر رہا تھا۔ بچہ تین جھلیوں کے اندر پرورش پاتا ہے۔ تین اندھیروں کے اندر پرورش پاتا ہے۔ یہ قرآن کا نظریہ ہے۔ اس ڈاکٹر نے کہا کہ بالکل جدید سائنس نے یہی بات تحقیق کے بعد بتائی ہے جو کہ قرآن نے 1400 سال پہلے بتادی۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ ہم اس بات پر حیران ہیں کہ اس وقت تو جدید آلات تحقیق بھی نہیں تھے اس ڈاکٹر کی باتیں سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ انسان نے کتنی تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت بڑی عجیب وغریب ہے ہم تو دنگ رہ جاتے ہیں۔ آنکھ کو تو ہم نعمت سمجھتے ہیں کہ اس سے ہم دیکھتے ہیں۔ آنکھ کا جھپکنا بھی ایک نعمت ہے۔ اسی طرح آنکھ کا بہت سا گرد وغبار صاف ہوتا رہتا ہے۔ یہ حفاظت کا طریقہ نہ ہوتا تو آنکھ بیکار ہو جاتی۔ پلکیں آنکھ کی حفاظت کرتی ہیں۔

سوال و جواب کے ذریعے وضاحت:

قرآن پاک میں عذاب قبر کا تو ذکر نہیں ہے؟ سیکرٹری صاحب کے اس سوال کے جواب میں حضرت والا نے ارشاد فرمایا، قرآن میں نماز کا ذکر ہے لیکن اس کی ادائیگی کا طریقہ اور رکعات کی وضاحت حدیث کے ذریعے ہوتی ہے۔ اسی طرح عذاب قبر کا ذکر اگر قرآن میں نہیں ہے تو حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔ جن غیر مسلموں نے ہوائی جہاز، فون وغیرہ ایجاد کیے ہیں کیا انہیں اجر ملے گا؟ ایک ڈاکٹر کے سوال پر ارشاد فرمایا، انہیں اس کا اجر دنیا میں شہرت یا کسی اور آسائی کی صورت میں دے دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص صفر صفر لکھنے میں ایک گھنٹہ لگا دے لیکن جب تک 1 نہیں لگائے گا اس کی کچھ قیمت نہیں بنے گی۔ اسی طرح جب تک اللہ رب العزت کو وحدہ لاشریک نہیں مانیں گے تو انسان کے سارے اعمال صفر ہیں۔ آخرت میں ان کا کوئی اجر نہیں ہے۔ ڈاکٹر اس بات پر کہنے لگا، میں نے بہت سے لوگوں سے یہ سوال کیا مگر تسلی نہیں ہو سکی۔ آج تسلی ہو گئی ہے۔

دہریوں کو پکڑنا آسان ہے:

ارشاد فرمایا، دہریوں کو پکڑنا بڑا آسان ہے۔ پوچھیں یہ مادہ کس نے بنایا۔ کہیں گے دھماکہ ہوا جس سے پیدا ہو گیا۔ پوچھیں دھماکہ کس نے کیا۔ پس وہ بس کر دے گا اور جواب دے جائے گا۔

تقدیر کی حقیقت:

تقدیر کیا ہے؟ سیکرٹری صاحب کے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا،

تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کا اظہار ہے۔ مثلاً کوئی آدمی گیم بہت اچھی کھیلتا ہے اور پہلے ہی سمجھتا ہے کہ دوسرا آدمی یہاں پر داؤ مارے گا اس طرح اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کے حالات کا پہلے ہی سے علم رکھتا ہے مثلاً کسی نے کسی کے متعلق کتاب لکھ دی اب کرنے لے کے اعمال ہیں۔ کتاب لکھنے والے نے تو نہیں کہا تھا کہ ایسے ایسے اعمال کرنا۔ اس نے تو بس کتاب لکھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے اظہار کے لئے ہمیں پیدا کرنے سے پہلے کتاب لکھ دی۔ انسان نہ مختار کل ہے نہ مجبور محض ہے بلکہ اسے کچھ اختیار دیئے گئے ہیں۔ اسی پر جزا و سزا ہوتی ہے۔ اللہ نے تو دونوں راستے دکھا دیئے ہیں۔

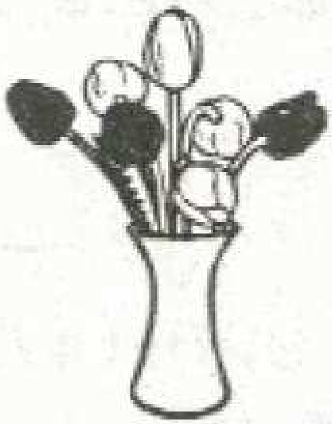

مجلس 42

مقصد اور ضرورت میں فرق

زینب مسجد لاہور

يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

(اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر)

طلب کی برکات:

ارشاد فرمایا، کتنی عجیب بات ہے کہ خطاب بھی ایمان والوں سے ہو رہا ہے اور پھر انہیں کہا جا رہا ہے کہ ایمان لاؤ یعنی وہ ابتدا اور یہ انتہا ہے۔ ہم ایمان تو لائے ہیں لیکن تڑپنے، طلب کرنے، محنت اور کوشش سے اللہ تعالیٰ کامل ہدایت عطا کرے گا۔ ارشاد فرمایا، اگر دل میں طلب لے کر آئے گا خواہ بلال حبشی ہو تو ہدایت پائے گا اور اگر سچی طلب نہ ہو گی تو ابو جہل جیسے قریبی رشتہ دار ہونے کے باوجود ہدایت نہیں مل سکی۔ کیونکہ طلب نہ تھی سچی طلب کی برکات سے اللہ رب العزت ہدایت کی توفیق فرما دیتے ہیں۔ من طلب فقد وجد جس نے طلب کیا اس نے پالیا۔

مقصد اور ضرورت:

ارشاد فرمایا، مقصد اور ہوتا ہے ضرورت اور ہوتی ہے۔ ضرورت پوری ہو جائے تو پھر اس کی خواہش ختم ہو جاتی ہے۔ مقصد لا محدود ہے اس کے حصول کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ جان لگانی پڑتی ہے، قربانیاں دینی پڑتی ہیں تب جا کے مقصد پورا ہوتا ہے۔ مثلاً انسان گھر میں بھینس گائے رکھتا ہے جب تک مقصد پورا ہوتا ہے، ضرورت پوری ہوتی ہے۔ تو انسان اسے رکھتا ہے جب وہ گائے دودھ دینا بند کر دے، مقصد پورا کرنا چھوڑ دے تو انسان اسے قصاب کے حوالے کر دیتا ہے۔ جیسے گھر میں بیل لگائی ہے، اس کے ساتھ پھول لگے ہیں بچے بھی پھول توڑیں تو دکھ ہوتا ہے لیکن اگر وہ بیل سوکھ جائے تو اس کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیتے ہیں کیونکہ اس نے مقصد پورا کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً گھر کا بلب اگر فیوز ہو جائے تو اتار کر پھینک دیتے ہیں کیونکہ اب وہ روشنی کی ضرورت پوری کرنے سے قاصر ہے۔ مطلب یہ کہ مقصد کے بغیر چیز بے قیمت اور بے کار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان بھی بے مقصد زندگی گزارے تو وہ بے کار ہے۔ مفہوم حدیث ہے کہ ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے وہ خراب ہو جائے تو پورے جسم کے اعضاء خراب ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ سنور جائے تو اعضا سنور جاتے ہیں۔ خبردار وہ دل ہے۔ دل جسم میں صدر مقام کی حیثیت رکھتا ہے دل کے بن جانے سے انسان بن جائے گا اور دل کے بگڑنے سے انسان بگڑ جائے گا۔

دل کی تمنائیں:

انسان جب تک اپنی خواہشات وتمناؤں کو اللہ کی خاطر قربان نہیں کرے گا،

دل سے نہیں نکالے گا تو اس کے دل کی اصلاح ہونا مشکل کام ہے۔ دل سے اگر دنیاوی خواہشات وہوس نکل جائے تو دل اللہ کی یاد کا گھر بن جاتا ہے۔

اے انسان! اگر تیری تمناؤں کو تشتری میں رکھ کر بازار میں پھیرائیں اور کسی چیز اور عمل پر تجھے ندامت نہ ہو پھر کہیں گے کہ تیرا دل بنا ہوا ہے۔ دل بڑی عجیب چیز ہے کہ اس کی تار اللہ سے جڑی ہوتی ہے۔ حدیث قدسی ہے نہ میں زمینوں میں سما سکتا ہوں نہ آسمانوں میں بلکہ میں تو بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

کیوں پھردی ایں ڈانواں ڈول کڑے
جنہوں لبھدی ایں تیڈے کول کڑے

چہرہ دل کی عکاسی کرتا ہے:

ارشاد فرمایا، دل میں جو کچھ ہوتا ہے چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دل کی کیفیت چہرے سے ظاہر نہ ہو۔ چہرہ دل کا عکس ہوتا ہے۔

Face is the index of mind.

چہرے سے انوار و تجلیات ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر ایک طرف ایک کروڑ مکھیاں مر جائیں تو احساس نہیں ہوتا اور اگر ایک انسان مر جائے تو احساس ہوتا ہے۔ لیکن اگر انسان بندگی نہ کرے تو وہ بھی مکھی مچھر کی طرح ہے۔ نہ زندوں میں نہ مردوں میں اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتے ہیں کہ تو جان اور تیرا کام جانے۔ مثلاً اگر بیٹا باپ کی بات نہ مانے تو وہ اسے کہہ دیتا ہے کہ تو جانے اور تیرا کام جانے۔ یہی حال نافرمان مسلمان کا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (خشکی اور تری میں فساد

لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے برپا ہو گیا) انسان اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتے ہیں پھر روتے پھرتے ہیں۔

حرص وہوس:

ارشاد فرمایا، دنیا کی چکا چوند میں انسان مقصد حیات کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔ خواہشات کے چکر میں سارا سارا دن گزر جاتا ہے۔ انسان کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے لیکن خواہشات پوری نہیں ہو سکتی۔ مفہوم حدیث ہے اگر بندے کو سونے کی ایک وادی دے دی جائے تو کہے گا ایک اور بھی ہو۔ یعنی خواہشات کا اختتام نہیں ہے۔ قرآن میں ہے کیا آپ نے اسے دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ بندہ تو وہ ہوتا ہے جس میں بندگی ہو اگر بندگی نہیں تو انسان بندہ نہیں گندہ ہے۔ اگر انسان دنیا میں ضرورت پوری کرنی چاہے تو ہو جائے گی لیکن خواہشات کی حد نہیں ہے۔ پوری ہو کر بھی پوری نہیں ہوتیں۔ اربوں کھربوں والا بھی صرف دو روٹیاں کھا کر گزارا کرتا ہے اور چند ٹکے کمانے والا بھی دو روٹی کھا کر ہی گزارا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بھوکا نہیں مارتے۔

جہنمی کے کپڑوں کی بدبو:

ارشاد فرمایا، خواہشات کی دھند میں کھو جانے والے کو قیامت کے روز پتہ چلے گا، یہ سارا بوجھ اسے قیامت کے دن اٹھانا پڑے گا پھر کہے گا، اے کاش! میں رسول ﷺ کے راستے پر چلا ہوتا۔ اے کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ (القرآن)

ہمیں زندگی کے ساتھ موت کا استحضار بھی رکھنا ہے۔ موت کے ساتھ قبر آخرت کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ ہمیں جہنم کا اس طرح استحضار نہیں ہوتا جیسے ہونا چاہیے۔ مثلاً کسی کمرے میں دو چار دن کا چوہا مرا پڑا ہو تو کیا وہاں جا سکتے ہیں؟ اسی طرح اگر کسی گلی میں بلی، کتا یا گدھا مرا پڑا ہو تو کیا وہاں جا سکتے ہیں؟ وہاں سے گزر سکتے ہیں؟ فقہاء نے لکھا ہے کہ کہیں میدان میں دنیا کے تمام جانور گلے سڑے پڑے ہوں تو ان میں اتنی بدبو نہ ہوگی جتنی جہنمی کے کپڑے میں ہوگی۔

آج گزر گیا تو واپس نہ آئے گا:

ارشاد فرمایا، یہ رمضان کے آخری ایام ہیں، جہنمی جہنم سے پناہ مانگتے ہوں گے۔ اے کاش! ایسا بھی ہو کہ ہم علیحدہ بیٹھے ہوں اور ہر طرف اندھیرا ہوا اور ہماری آنکھوں میں آنسو ہوں۔ جس طرح دودھ تھنوں میں واپس نہیں جا سکتا اسی طرح گزشتہ کل بھی واپس نہیں آ سکتا۔ آج ہمارے پاس ہے کل کی کوئی خبر نہیں۔ اس کے بارے میں کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ اسی آج سے فائدہ اٹھا لیں یہی ہمارا ہے۔ ہم مست اور غافل پھر رہے ہوتے ہیں اور ہمارا نام مردوں کی فہرست میں آ چکا ہوتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انسان غافل پھر رہا ہوتا ہے اور اس کے کفن کا کپڑا بازار میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے اللہ! جن کو تو سچا کہتا ہے قیامت کے دن ان سے ان کے سچ کے بارے میں پوچھا جائے گا تو پھر بھلا ہم جھوٹوں کا کیا بنے گا؟

مجلس 43

ہر بات میں نیکی کا پہلو تلاش کرنا

نور یا ظلمت:

ارشاد فرمایا، انسان آنکھوں سے جو کچھ دیکھتا ہے وہ اس کے اندر نور کا اجالا بکھیر دیتا ہے یا ظلمت سے بھر دیتا ہے۔ بیت اللہ شریف کو دیکھا تو نور اندر گیا، غیر محرم کو دیکھا تو ظلمت اندر گئی کیونکہ اللہ کا حکم ٹوٹ گیا۔ مفہوم حدیث ہے کہ ماں باپ کو شفقت و محبت کی نظر سے دیکھنا ایک حج اور عمرہ کا ثواب رکھتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اگر بار بار دیکھیں گے۔ تو فرمایا، بار بار حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ کانوں کے ذریعے اگر خلاف شرع باتیں سنیں تو ظلمت اندر گئی، اچھی باتیں سنیں تو ظلمت دور ہوئی اور وعظ و نصیحت سے دل میں نور بھر گیا۔

سننا اور اطاعت کرنا:

ارشاد فرمایا، عام طور پر کانوں کا بہت غلط استعمال ہوتا ہے۔ بعض تو سنتے ہی

نہیں ہیں بعض سنتے ہیں پر سمجھتے نہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جو سمجھتے بھی ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں لیکن اللہ والے تو وہ ہوتے ہیں جو سنتے بھی ہیں، سمجھتے بھی ہیں اور پھر کہتے ہیں **سمعنا و اطعنا** ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

بعض لوگ تقریریں سننے کے لئے آتے ہیں، عمل کرنے کی نیت سے نہیں آتے۔ جو مقررین لچھے دار تقریر کرتے ہیں لوگ اس پر عش عش کرتے ہیں۔ بس تقریروں کا معاملہ تو کانوں تک ہے وہ لیلیٰ مجنوں کے قصے والی بات ہے کہ ایک آدمی ساری رات قصہ سنتا رہا صبح پوچھا کہ لیلیٰ مرد تھا یا عورت تھی۔ سننا اور سن کر چھوڑ دینا ایسے ہی ہوتا ہے۔

عمل کرنے کا بہترین اصول:

ارشاد فرمایا، عمل کرنے کا ایک اصول بیان کرتا ہوں، کالج اور طالب علمی کی زندگی سے اب تک میرا یہ اصول رہا ہے کہ ایک پیریڈ سے دوسرے پیریڈ تک سنے ہوئے سبق کو وقفے کے درمیان جونہی وقت ملے دہراتا رہتا تھا۔ ذہن ہی ذہن میں اس کا خلاصہ تیار کرتا رہتا تھا۔ جب کلاس روم میں جاتا تھا تو غور سے سنتا تھا اور واپسی پر خلاصہ ذہن میں دہرا لیتا تھا۔ یہ ایسا اصول ہے کہ تھوڑی عمر میں بہت سا فائدہ اٹھالیا۔ رات کو بہت جلدی سو جاتا اور صبح جلدی اٹھ جاتا اس اصول پر عمل کرنے سے جولڑکے رات کو دو، دو بجے تک پڑھتے فقیر ان سے اچھے نمبر حاصل کر لیتا تھا۔

بہترین قوت سماعت:

ارشاد فرمایا، ہم اپنے مشائخ کی صحبت میں بیٹھتے اور من وعن ان کی باتیں یاد

کر لیتے تھے۔ یہ فقیر 71ء میں حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا اور پھر مسکین پور شریف جاتا ہوا۔ وہاں حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان سنا اور اس کو یاد کر لیا۔ 9 سال بعد حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کے وقت ان کا بیان ان کو سنا دیا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت سماعت عطا کی ہے۔ شروع میں جو سنتا تھا یا پڑھتا تھا ذہن میں ان باتوں کی تکرار کرتا تھا۔ اچھا سننا بھی ایک اچھی عادت ہے جو اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر پیدا ہوتی ہے۔ آج اچھا بولنے والے بہت مل جائیں گے مگر اچھا سننے والے بہت کم ملیں گے۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ میں سنتا زیادہ ہوں اور بولتا کم ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زبان ایک دی ہے اور کان دو دیئے ہیں۔

نظر نظر کی بات ہوتی ہے:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ نے فرمایا کہ جس نے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اس کے دل کی گرہ کھل گئی۔ کسی آدمی نے سوال کیا کہ ابو جہل نے تو حضور ﷺ کو بھی دیکھا مگر اس کے دل کی گرہ نہ کھلی۔ اس نیک آدمی نے جواب دیا کہ ابو جہل نے ہمیشہ حضور ﷺ کو محمد بن عبداللہ کی نظر سے دیکھا۔ اگر وہ ایک نظر بھی محمد الرسول اللہ کی نظر سے دیکھ لیتا تو بیڑا پار ہو جاتا۔ نظر نظر کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نظر کی حفاظت فرمائے۔ نظر کے ذریعے ہی دل کی اصلاح فرما دے۔

چنگے سنگ ترے:

ارشاد فرمایا، چنگے سنگ ترے، چنگ سنگترے ایک پھیری والا یہ آواز یں لگا

رہا تھا کہ کسی بزرگ نے سنا، انہیں وجد سا طاری ہو گیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی کہ یہ تو سنگترے بیچ رہا ہے آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ فرمایا غور سے سنو وہ کیا کہہ رہا ہے، وہ کہہ رہا ہے ''اچھے سنگ ترے''، یعنی جو اچھوں کے سنگ لگ گیا وہ تر گیا۔ دیکھیں اللہ والے ایک عام بات میں بھی معرفت کی بات تلاش کر لیتے ہیں۔ سننے سننے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کی مجلس میں شریک ہوتے، دوسرے سب لکھتے رہتے آپ رحمۃ اللہ علیہ سنتے جاتے۔ ایسے ہی دو تین دن گزر گئے، استاد نے پوچھا، لکھتے کیوں نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، حضرت! میں ان باتوں کو اپنے دل و دماغ پر لکھتا جاتا ہوں۔

اچھی یادداشت:

ارشاد فرمایا، اکبر بادشاہ کے زمانے میں ابوالفضل اور فیضی دو بھائی تھے۔ ایک کو دو دفعہ سننے سے یاد ہوتا جاتا تھا ایک کو ایک دفعہ سننے سے یاد ہو جاتا۔ ان کے پاس شعراء آتے وہ ان سے ان کا کلام ایک دفعہ سن کر دربار میں سنا دیتے۔ اور انہوں نے اس طرح اچھی سماعت سے تمام شاعروں کی ناک میں دم کر دیا۔ اب دیکھا جائے تو یہاں بھی سب حضرات سننے کے لئے آئے ہیں وہ بدنیت نہیں ہیں بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ قوت سماعت کو ترقی نہیں دیتے اگر غور اور توجہ سے سن لیں تو ان کی قوت سماعت ترقی کر سکتی ہے۔

اچھا سننے سے حافظے کی ترقی:

ارشاد فرمایا، میں سائنس کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا جس میں اچھا سننے پر تجربات کا تذکرہ تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ اچھا سننے سے انسان حافظے کو

65% سے بہتر بنا کر 100% تک کرسکتا ہے۔ سویڈن میں اچھا سننے پر لیکچر دیئے گئے میں نے بھی یہ لیکچر اٹینڈ کیے۔ پھر لوگوں کے ٹیسٹ ہوئے، لوگ فیل ہوگئے، پھر میرا بھی ٹیسٹ ہوا اور الحمدللہ کامیاب ہوا۔ ٹیسٹ لینے والا کہنے لگا کہ کئی سالوں کے بعد ایسا آدمی ملا ہے جس کی قوت سماعت سو فیصد کامل ہے۔

ریفریشر کورس:

ارشاد فرمایا، یہ قرآن حکیم انسانیت کی بہبود کے لئے اتاری گئی ہے۔ جو اس پر پڑھ کر عمل کرتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں عزت پاتا ہے۔ جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں سب اسی رمضان کے مہینے میں نازل ہوئی ہیں، اس مہینے کو قرآن کے ساتھ خصوصی مناسبت ہے۔ پوری امت کے لئے تراویح میں قرآن پڑھنا ایک ریفریشر کورس ہے۔ اسے پڑھتے چلے جایئے اور عمل کرتے چلے جایئے اور نئے عزم کے ساتھ زندگی گزاریئے۔ جنہوں نے قرآن پر عمل کیا خواہ گورے تھے یا کالے تھے، زمین کی پستیوں میں تھے یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے تھے وہ کامیاب ہوگئے۔ کامیابی انہی کا مقدر بنتی ہے جو حامل قرآن بنتے ہیں، جو عامل قرآن بنتے ہیں اور وہی عمل کرنے والے صحیح معنوں میں انسان بنتے ہیں۔